10843 ـ بدعت و شرك كے متعلق مثالوں كے ساتھ مفيد تفصيل

سوال

كيا بدعت و شرك كے مرتكب لوگوں كو مسلمان كا نام دينا ممكن ہے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ:

اس سوال كى دو شقيں ہيں:

پہلى شق:

بدعت.

دوسرى شق:

شرك.

پہلى شق يا مبحث:

اس كے تين جزء ہيں:

1 ـ بدعت كا ضابط اور اصول.

2 ـ بدعت كى اقسام.

3 ـ بدعت كے مرتكب كا حكم آيا وہ كافر ہے يا نہيں ؟

پہلا جزء:

بدعت كى تعريف اور ضابط:

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" بدعت کی شرعی تعریف یہ ہے کہ: اللہ کی عبادت اس کے ساتھ کی جائے جسے اللہ نے مشروع نہیں کیا.

اور اگر چاہیں تو آپ اس طرح کہہ سکتے ہیں:

اس طرح عبادت کرنا جس طریقہ پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے خلفاء راشدین اور صحابہ کرام نہ تھے "

چنانچہ پہلی تعریف درج ذیل فرمان باری تعالی سے ماخوذ ہے:

کیا انہوں نے کوئی ایسے شریك بھی بنا رکھے ہیں جو ان کے لیے دین کی احکام مشروع کرتے ہیں جن کی اللہ نے اجازت نہیں دی .

اور دوسری تعریف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درج ذیل فرمان سے ماخوذ ہے:

" تم میری اور میرے بعد میرے خلفاء راشدین المھدیین کی سنت کو لازم پکڑو، اسے مضبوطی سے تھامے رکھو اور نئے نئے امور سے اجتناب کرو "

اس لیے ہر وہ شخص جس نے کسی ایسی چیز کے ساتھ اللہ کی عبادت کی جسے اللہ نے مشروع نہیں کیا، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس پر نہ تھے، اور نہ ہی خلفاء راشدین اس پر تھے وہ شخص بدعتی ہے، چاہے وہ تعبد اللہ کے اسماء یا صفات سے متعلق ہو یا پھر اس کے احکام شرع کے.

لیکن عادی امور جو عادات اور عرف کے تابع ہوتے ہیں انہیں دین میں بدعت کا نام نہیں دیا جائیگا، اگرچہ لغت میں اسے بدعت کہا جاتا ہے، لیکن وہ دین میں بدعت نہیں ہونگے اور نہ ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے بچنے کا کہا ہے.

اور پھر دین میں بالکل کوئی بدعت حسنہ ہو ہی نہیں سکتی " اھـ

دیکھیں: مجموع فتاوی ابن عثیمین (2 / 291).

دوسرا جزء:

بدعت کی اقسام:

بدعت کی دو قسمیں ہیں:

پہلی قسم:

بدعت مکفرہ.

دوسری قسم:

بدعت غیر مکفرہ.

اگر آپ کہیں کہ بدعت مکفرہ اور غیر مکفرہ کیا ہے ؟

تو اس کا جواب یہ ہے:

شیخ حافظ الحکمی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" بدعت مکفرہ یعنی کفریہ بدعت کی تعریف یہ ہے کہ: جس کسی نے بھی کسی ایسے امر کا انکار کیا جو متفق علیہ ہے اور شریعت سے متواتر ثابت ہے اور دین میں جس کا معلوم ہونا ضروری ہے، چاہے وہ کسی فرض کا انکار ہو، یا پھر کسی ایسی چیز کو فرض کرنا جو فرض نہ تھی، یا حرام کو حلال کرنا، یا حلال کو حرام کر لینا، یا پھر جس سے اللہ منزہ ہے یا کتاب میں اس کی تنزیہ بیان ہوئی ہے یا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تنزیہ کی ہے چاہے وہ اثبات ہو یا نفی اس کا اعتقاد رکھنا، کیونکہ اس میں کتاب اور اس کے رسول کی تکذیب ہوتی ہے.

مثلا جہمیہ کا اللہ کی صفات سے انکار کرنا، اور قرآن مجید کو اللہ کی مخلوق ماننا، یا اللہ کی کوئی صفت مخلوق ماننا، اور اسی طرح قدریہ فرقہ کی بدعات مثلا اللہ کے علم اور اس کے افعال کا انکار، اور اسی طرح مجسمہ فرقہ جو اللہ تعالی کو مخلوق سے مشابہت دیتے ہیں کی بدعات وغیرہ.

دوسری قسم:

بدعت غیر مکفرہ یعنی بدعت غیر کفریہ:

اس كى تعريف يہ ہے كہ: جس سے كتاب كى تكذيب لازم نہ آئے اور نہ ہى اللہ كے رسولوں كے لائے ہوئے دين كى تكذيب لازم آتى ہو.

مثلا: مروانى فرقہ كى بدعات ـ جن كو كبار صحابہ كرام نے برا كہا اور انہيں اس سے روكا اور نہ ہى ان كے ان اعمال كا اقرار كيا اور نہ ہى انہيں اس كى بنا پر كافر قرار ديا اور نہ ہى انہوں نے اس كى بنا پر ان كى بيعت كرنے سے ہاتھ كھينچا ـ مثلا: كچھ نمازوں كو ميں تاخير كر كے آخر وقت ميں ادا كرنا، اور نماز عيد سے قبل ہى خطبہ عيد دينا، اور جمعہ وغيرہ كے خطبہ ميں ان كا بيٹھنا "

ديكھيں: معارج القبول (2 / 503 ـ 504).

تيسرا جزء:

بدعت كا ارتكاب كرنے والے كا حكم آيا وہ كافر ہے يا نہيں ؟

اس كے جواب ميں تفصيل ہے:

اگر تو بدعت مكفرہ ہے تو اس ميں دو حالتيں ہونگى:

پہلى حالت:

يہ معلوم ہو جائے اس سے اس كا مقصد دين كے اصول و قواعد كو ختم كرنا اور اہل اسلام ميں شك پيدا كرنا ہے تو يہ شخص قطعى طور پر كافر ہو گا، بلكہ وہ شخص دين سے اجنبى ہے اس كا دين سے كوئى تعلق نہيں اور وہ دين كا دشمن ہے.

دوسرى حالت:

وہ اس كے دھوكہ ميں ہو اور اس پر وہ معاملہ خلط ملط ہو تو ايسے شخص كو دلائل و حجت ديكر اس كا الزام كرانے كے بعد كافر قرار ديا جائيگا.

اور اگر بدعت غير مكفرہ ہو تو وہ شخص كافر نہيں ہو گا بلكہ اپنے اسلام پر باقى ہے ليكن اس نے عظيم برائى كا ارتكاب ضرور كيا ہے.

اگر آپ یہ کہیں کہ بدعتیوں کے ساتھ ہمیں کیا سلوك کرنا چاہیے ؟

تو جواب یہ ہے:

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" دونوں قسموں ہمارے لیے واجب و ضروری ہے کہ ہم ان لوگوں کو جو اسلام کی طرف منسوب ہیں لیکن وہ بدعت مکفرہ کے مرتکب ہو رہے ہیں اور اس کے علاوہ بھی انہیں حق کی دعوت دیں؛ اور ان میں جو بدعات پائی جاتی ہیں ان پر حملہ کرنے کی بجائے ان کے سامنے حق واضح کریں اور حق بیان کریں، لیکن اگر وہ تکبر کرتے ہوئے حق قبول کرنے سے انکار کر دیں تو پھر ہم ان میں جو کچھ ہے اسے بیان کریں.

فرمان باری تعالی ہے:

اور تم ان لوگوں کو برا مت کہو جو اللہ کے علاوہ دوسروں کو پکارتے ہیں، تو وہ دشمنی میں آکر بغیر علم کے اللہ کو برا کہنے لگیں گے .

اس لیے جب آپ ان میں عناد و تکبر پائیں تو پھر ہم ان کے باطل کو بیان کرینگے کیونکہ ان کے باطل کو بیان کرنا واجب ہو جائیگا.

لیکن ان کے ساتھ بائیکاٹ کرنا، تو یہ ان کی بدعت پر موقوف ہو گا، اگر تو ان کی بدعت مکفرہ ہے یعنی کفریہ بدعت ہے تو ان سے بائیکاٹ کرنا واجب ہو جائیگا، لیکن اگر بدعت مکفرہ نہیں تو پھر ہم ان سے بائیکاٹ نہیں کرینگے؛ لیکن اگر ان سے بائیکاٹ کرنے میں مصلحت پائی جائے تو بائیکاٹ کرینگے.

اور اگر اس میں کوئی مصلحت نہ ہو، یا پھر بائیکاٹ کرنے سے وہ اور زیادہ برائی اور زیادتی کا شکار ہو تو ہم بائیکاٹ نہیں کرینگے؛ کیونکہ جس میں کوئی مصلحت نہ پائی جائے اس کا ترك کرنا ہی مصلحت ہے.

اور اس لیے بھی کہ اصل میں مومن کے ساتھ بائیکاٹ اور قطع تعلقی کرنا حرام ہے؛ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" کسی بھی آدمی کے لیے حلال نہیں کہ وہ اپنے بھائی سے تین راتوں سے زیادہ تعلق ختم کرے " اھـ

ماخوذ از: مجموع فتاوی ابن عثیمین (2 / 293) کچھ کمی و بیشی کے ساتھ

دوسری شق:

شرك اور اس كی اقسام، اور ہر قسم كی تعريف.

شيخ محمد بن عثيمين رحمہ اللہ كہتے ہيں:

شرك كی تو قسميں ہيں:

1 - شرك اكبر جو دين اسلام سےخارج كر ديتا ہے.

2 - شرك اصغر جو اس سے كم ہو اور اسلام سے خارج نہ كرے.

پہلی قسم:

شرك اكبر يہ ہے كہ:

" ہر وہ شرك جس كا شارع نے اطلاق كيا ہو جس سے انسان اپنے دين سے خارج ہو جاتا ہے "

مثلا: عبادت كی كسی بھی قسم كو غير اللہ كے ليے جائز سمجھنا، يعنی غير اللہ كے ليے نماز پڑھنا، يا غير اللہ كے ليے روزہ ركھنا، يا غير اللہ كے ليے ذبح كرنا، اور اسی طرح اللہ كے علاوہ كسی اور كو پكارنا بھی شرك اكبر ہے، مثلا كسی قبر والے سے فرياد كی جائے اور اسے پكارا جائے، يا كسی غائب كو ايسے امر ميں مدد كرنے كے ليے پكارا جائے جس پر اللہ كے علاوہ كوئی قدرت نہ ركھتا ہو.

دوسری قسم: شرك اصغر:

يہ ہر قولی عمل يا فعلی عمل ہے جس پر شريعت نے شرك كے وصف كا اطلاق كيا ہے، ليكن يہ مخرج عن الملۃ نہيں يعنی ايسا كرنے سے دين سے خارج نہيں ہو گا مثلا: غير اللہ كی قسم اٹھانا، كيونكہ نبی كريم صلی اللہ عليہ وسلم نے فرمايا ہے كہ جس نے بھی غير اللہ كی قسم اٹھائی اس نے كفر يا شرك كيا "

لہذا غير اللہ كی قسم اٹھانے والے كا اگر يہ اعتقاد نہ ہو كہ اس كی بھی عظمت اس طرح ہے جس طرح اللہ كی عظمت

ہے تو وہ مشرك اور شرك اصغر كا مرتكب ٹھرےگا، چاہے جس كى قسم اٹھائى جا رہى ہے وہ انسانوں ميں قابل تعظيم ہو يا قابل تعظيم نہ اس ليے نہ تو نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كى قسم اٹھانى جائز ہے اور نہ ہى كسى سردار اور بادشاہ كى اور نہ كعبہ كى اور نہ جبريل كى كيونكہ يہ شرك ہے، ليكن يہ شرك اصغر كہلائيگا اس سے دين اسلام سے خارج نہيں ہو گا.

شرك اصغر كى انواع ميں رياء كارى شامل ہے، رياء يہ ہے كہ كوئى عمل اللہ كے ليے نہيں بلكہ لوگوں كو دكھلانے كے ليے كيا جائے.

عبادت كو تباہ اور باطل كرنے كے اعتبار سے رياء كى دو قسميں ہيں:

پہلى:

رياء كارى اصل عبادت ميں ہو، يعنى جو وہ عبادت كر رہا ہے وہ صرف رياء كے ليے ہى ہو تو اس كا يہ عمل باطل اور مردود ہو گا؛ كيونكہ ابو ہريرہ رضى اللہ تعالى عنہ كى مرفوع حديث ميں ہے:

اللہ تعالى كا فرمان ہے: ميں شرك كرنے والوں كے شرك سے غنى ہوں، جس كسى نے بھى كوئى عمل كيا اور ميرے ساتھ اس ميں كسى دوسرے كو بھى شريك كيا تو ميں اس كے عمل اور اس كے شرك كو چھوڑ دونگا قبول نہيں كرونگا"

صحيح مسلم حديث نمبر (2985).

دوسرى:

عبادت ميں رياء اچانك پيدا ہو جائے، يعنى عبادت اصل ميں اللہ كے ليے ہو ليكن اس ميں اچانك رياء پيدا ہو جائے اس كى دو قسميں ہيں:

اول:

وہ اس رياء كو ختم اور دور كر دے، تو يہ اسے كوئى نقصان نہيں ديگى اس كى مثال درج ذيل ہے:

ايك شخص نے ايك ركعت نماز ادا كر لى اور دوسرى ركعت شروع كى تو كچھ لوگ آ گئے تو نمازى كےدل ميں كچھ آ گيا كہ وہ ركوع يا سجود لمبا كر لے، يا پھر جان بوجھ كر رونے لگے يا اس طرح كا كوئى اول عمل اگر تو وہ اس كو

دور اور ختم کر دے تو یہ اسے کوئی نقصان و ضرر نہیں دیگا، کیونکہ اس نے جہاد اور کوشش کی ہے، اور اگر وہ اس میں بہہ جائے اور اسی طرح جاری رکھے تو ہر وہ عمل جس میں ریاء ہو وہ باطل ہے، مثلا اگر اس نے قیام لمبا کیا اور سجدہ لمبا کیا یا لوگوں کو دیکھتے ہی رونےلگے تو یہ سب اس کے عمل کو باطل کر دینگے، لیکن کیا یہ اس کے سارے عمل کو باطل کر دیگا یا نہیں ؟

ہم کہینگے: اس میں دو حالتیں ہیں:

پہلی:

عبادت کا آخر عبادت کے شروع پر مبنی ہو اور آخری حصہ فساد پر ہو تو یہ ساری عبادت ہی فاسد ہو گی، یہ نماز کی مثل ہے مثلا نماز کا آخر فاسد ہونا اور نہ ہی اس کا اول فاسد ہونا ممکن ہے لہذا نماز ساری ہی باطل ہو گی.

دوسری حالت:

عبادت کا اول حصہ آخری حصہ سے منفصل اور علیحدہ ہو وہ اس طرح کہ پہلا حصہ صحیح ہو لیکن آخری صحیح نہ ہو، لہذا جو ریاء سے پہلے والی عبادت ہے وہ صحیح ہو گی اور جو ریاء کے بعد والی ہے وہ باطل ہو گی.

اس کی مثال یہ ہے کہ: ایك شخص کے پاس سو ریال ہیں تو وہ صحیح اور خالص نیت کے ساتھ پچاس ریال صدقہ کرتا ہے، اور پھر باقی پچاس ریال ریاء کی نیت سے صدقہ کرتا ہے تو پہلے پچاس ریال کے صدقہ والی عبادت قبول ہو گی، اور دوسری مقبول نہیں کیونکہ اس کا آخر پہلی سے علیحدہ ہے " اھـ

دیکھیں: مجموع فتاوی و رسائل ابن عثیمین اور القول المفید شرح کتاب التوحید (1 / 114) طبعہ اولی.

واللہ اعلم .